السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے جو رشتہ دار فوت ہوچکے ہیں ان کی قبر پر جا کر دعا کرنے سے انہیں فائدہ ہوگا یا جہاں چاہے دعا کرنے سے رفع درجات کا باعث ہوگا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر کوئی شخص اپنے فوت شدگان کے لئے دعا کرتا ہے تو وہ ضرور اس کی دعا سے بہرہ ور ہوتے ہیں بشرطیکہ قبولیت کے آداب و شرائط موجود ہوں۔ حدیث میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرتا ہے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ تعینات کردیا جاتا ہے جب غائبانہ طور پر کوئی مسلمان دوسرے کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور اسے اللہ کے ہاں اس کے مثل اجر ملنے کی دعا کرتا ہے۔
[مسند امام احمد، ص: ۴۵۲، ج ٦]

میت کی قبر پر کھڑے ہوکر دعا کرنا صرف جائز اور مشروع ہے قبولیت دعا کے آداب و شرائط سے نہیں ہے۔ قبولیت دعا کی شرائط کچھ حسب ذیل ہیں:

دعا کرتے وقت انسان کو خلوص سے سرشار ہونا چاہیے، ریاکاری کا شائبہ تک موجود نہ ہو۔ خاص طور پر میت کے لئے دعا کرتے وقت اس کی شرط کا پایا جانا انتہائی ضروری ہے۔ [ابوداؤد: ۳۱۸۳]

دعا کرتے وقت دل کا حاضر باش ہونا بھی ضروری ہے۔ غفلت شعار دل سے نکلی ہوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔ [ترمذی، الدعوات: ۳۴۷۹]

اکل حلال اور صدق مقال کے بغیر بھی دعا قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کرپاتی۔ [صحیح مسلم]

پھر قبولیت کے لئے کچھ آداب بھی چند ایک حسب ذیل ہیں:

دعا میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے۔

دعا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے متعلق حسن ظن رکھنا چاہیے کہ وہ ہماری دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

دعا کے وقت اس کی قبولیت کے متعلق پورا عزم اور یقین بھی انتہائی ضروری ہے۔

قبر پر کھڑے ہوکر دعا کرنا اگرچہ دعا کے آداب یا شرائط سے نہیں ہے، البتہ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دعا کرنے والے کو آخرت اور قبر یاد آتی ہے تو اس میں عاجزی اور مسکنت کا اضافہ ہوجاتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ قبر کو سامنے پاکر میت کے متعلق اس کے مخلصانہ جذبات میں مزید نکھار پیدا ہوتا ہے، اس لئے وہ میت کے لئے دل کی گہرائی سے دعا کرتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ قبر پر کھڑے ہوکر دعا کرنا جائز ہے، ضروری نہیں ہے، اس لئے میت کی مغفرت کے لئے ہر جگہ دعا کی جاسکتی ہے۔ [واللہ اعلم]

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:196